نہیں جو اُن حضرات کے ہاں پائی جاتی تھی۔ کیونکہ یہ اجتہاد کی صلاحیت سے بے بہرہ اور نرے مقلد ہیں۔ ان میں وہ بھی شامل ہیں جو تقلید سے برأت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تقلید کیے بغیر کتاب وسنت سے براہ راست احکام اخذ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا انحصار حدیث کی چند کتابوں پر ہوتا ہے۔ اور حدیث کی سند اور متن کے بارے میں وہ ان کتابوں کے مؤلفین کی پوری پوری تقلید کرتے ہیں۔ اور ان کتابوں میں استنباط کردہ مسائل اور فقہاء کے نقل کردہ اقوال میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے حضرات اپنے آپ کو رجالِ حدیث، مراتب جرح و تعدیل اور تاریخِ رجال کا عالم سمجھتے ہیں جب کہ اس بارے میں ان کا مبلغ علم یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر اس کے کسی ماہر کی زیادہ سے زیادہ ایک کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد پر وہ اپنے لیے منبرِ اجتہاد پر فائز ہونے کو جائز سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے اونچا سمجھ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ جس شخص کے پاس تھوڑا سا علم بھی ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو جاہلوں کی روش سے دور رکھے، لوگوں پر الزام تراشی اور القاب بانٹنے سے باز رہے۔ اُمت کے عقائد کو درپیش چیلنجوں کی خطرناکی کو محسوس کر کے ان کا دفاع کرے۔ اور لوگوں کے اندر اتحاد و اتفاق کی روح بیدار کرنے کے لیے تگ و دو کرے۔ اور نہیں تو کم از کم آدابِ تقلید کا ہی خیال کرتے ہوئے وہ تمام لوگ جو تقلید کرتے ہیں اور مختلف ائمہ کے اقوال پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ایسا کون ہے جو آج کسی نہ کسی صورت میں کسی کا مقلد نہ ہو (اگرچہ کچھ لوگوں کا دعویٰ کچھ اور ہے) انہیں کم از کم ان اُصول و آداب کی پابندی کرنی چاہیے جن کے گوشۂ عافیت میں ائمہ کرام سے اپنی زندگیاں بسر کیں۔

دینی درد رکھنے والے مسلمانوں کو اس بیداری سے یہ اُمید ہو چلی تھی کہ کفر و الحاد کے حامل نظریات اور باطل عقائد نے جو خلیج اُمتِ مسلمہ کے وجود میں پیدا کر دی ہے اور جس نے اُمت کے ایک بڑے گروہ کے دلوں اور سوچ و فکر کی صلاحیتوں کو غلط راہ پر ڈال رکھا ہے۔ اسے پاٹنے کی کوئی راہ ضرور نکل آئے گی۔ آثار ایسے نظر آرہے تھے کہ قلوب ضلالت و گمراہی سے نجات پاکر صحیح اسلامی عقائد سے روشن و پُرنور ہو جائیں گے۔ جس کے بعد اس وسیع دنیا

کو خدائی پیغام سے روشناس کرایا جا سکے گا اور زمین کے گوشے گوشے میں کلمۂ حق سربلند ہوگا۔ لیکن یہ دیکھ کر دل تڑپ اٹھتا ہے کہ بعض مسلمان ہی اس بیداری کے بال و پر نوچ رہے ہیں اور اسے بے لگام اختلاف کی بیڑیاں پہنا رہے ہیں۔ چند ایک ایسے مسائل کو چھوڑ کر جو بجا طور پر سبب اختلاف بن سکتے ہیں زیادہ تر مسائل ایسے ہیں جن میں اختلاف کی گنجائش بہت ہی محدود ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے مسلمان اس میں الجھے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے اپنی طاقت و قوت کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اس اختلاف نے ان کی آنکھوں پر تعصب کی وہ پٹی باندھ دی ہے جس سے ان میں معمولی اور اہم، اور چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔ جس قوم کا یہ حال ہو چکا ہو اس سے یہ امید کیوں کر کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے مسائل میں ترجیحات کا تعین کرتے ہوئے ان کے حل کی کوششوں کو مربوط و منظم کر سکے گی تاکہ اسلامی نشأۃ ثانیہ کے آغاز کو مضبوط بنیادیں فراہم ہو سکیں۔

مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف کو بھڑکانا، انہیں ہوا دینا یا ان کے اسباب مہیا کرنا اسلامی اہداف کے ساتھ بہت بڑی خیانت، موجودہ اسلامی بیداری کی راہ میں بڑی رکاوٹ اور داعیانِ حق کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے، جسے اللہ تعالیٰ کبھی پسند نہیں کرتا۔ اس لیے ایمان کے بعد عام مسلمانوں کا عموماً اور داعیوں کا خصوصاً سب سے بڑا اہم فریضہ یہ ہے کہ تمام اسلامی گروہوں اور دعوتِ اسلامی کا کام سرانجام دینے والے افراد کو متحد کرنے کا کام سرانجام دیں اور ان کے باہمی اختلافات کو ختم کرائیں۔ اگر کہیں اختلاف ناگزیر ہو تو بھی اس کا دائرہ بہت محدود رکھنے کی کوشش کریں اور سلف صالحین کے آداب کا ہر طرح خیال رکھیں۔ نیت اگر سچی ہو تو اختلاف رائے کے باوجود اسلامی نشأۃ ثانیہ کے لیے دل باہم مل سکتے ہیں، خدا کی مکمل تائید و نصرت اور توفیق بھی تبھی حاصل ہو سکے گی۔

مُسلمانوں کا پہلا شہر

جناب شاہ بلیغ الدین صاحب

زمین صاف ہوگئی تو مسلمانوں نے جنگل سے بانس توڑے۔ کچھ کے ستون کھڑے کیے، کچھ سے چھپر بنایا۔ یوں مکّے، مدینے سے کالے کوسوں دُور اللہ کے حضور سر جھکانے کے لیے ایک مسجد بنالی۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتوحہ علاقے میں بنائی جانے والی یہ پہلی مسجد ہے۔ یہ مسجد حضرت عُتبہؓ نے بنائی۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُونچے پُورے قد کے آدمی تھے۔ مردانہ وجاہت کا بڑا اچھا پیکر! تیر چلانا خوب جانتے تھے اور ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن کی تیراندازی کا دُور دُور شہرہ تھا۔ بدر اور اُحد میں حضرت عُتبہؓ کے جوہر خوب کھلے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں اُن سب لڑائیوں میں آپ نے شرکت کی جن میں حضور اکرمؐ نے حصّہ لیا۔ جہاد کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رہا۔ حضرت عُتبہؓ سابقون الاوّلون میں سے ہیں۔ دو مرتبہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ پہلے حبشہ گئے پھر مدینۃ النبیؐ۔

سنہ ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے ایک فرمان جاری کیا تھا۔ یہ حضرت عُتبہؓ بن غزوان کے نام تھا، جو سپہ سالار بن کر جا رہے تھے۔ امیرالمومنین کا ارشاد تھا کہ۔ خدا کی مہربانی اور مدد پہ بھروسہ کرکے عرب کے آخری سرے اور سلطنتِ عجم کے قریب ترین حصّے کی طرف کوچ کرو۔ پرہیزگاری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ خیال رکھو کہ تم دشمن کی زمین میں جا رہے ہو۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تمہاری مدد کرے۔